تاریخ وسیر

جناب عبدالرؤف ظفر استاذ شعبہ علوم اسلامیہ
اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور

قریش اور دیگر عرب قبائل کی تجارت!

معاشرتی احوال وظروف کے بدلنے کے ساتھ ساتھ اقوامِ عالم اپنے تجارتی انداز اور ڈھنگ بھی بدلتی رہتی ہیں۔ ہر دور کے اپنے ذرائع پیداوار اور پرکشش سامان ہوتے ہیں۔ زمانہ قبل از اسلام عربوں کے ہاں تجارت کیسی تھی؟ عربوں کا برگزیدہ قبیلہ قریش، ان کی تجارت میں کس مقام پر فائز تھا؟ اس دور میں منڈیاں کیسی تھیں؟ دیگر ممالک کے ساتھ ان کے تجارتی روابط کیسے تھے؟ مختلف موسموں میں وہ کونسے تجارتی سفر کرتے تھے؟ منڈیوں میں لین دین کے انداز اور قدریں کیا تھیں؟ کس قسم کا سامانِ تجارت تھا؟ اس قسم کے بہت سے سوالات ہیں، جن کے بارے میں جدید ذہن سوچتا ہے۔

آج عربوں کی تجارت معدنی وسائل کے سبب ہے۔ واقعاتِ عالم ان کے تیل کی کمی و بیشی کے سبب تشکیل پا رہے ہیں۔ زیرِ نظر مقالہ میں راقم نے ممکنہ حوالوں سے دورِ جاہلیت اور دورِ اسلام کے ذرائع پیداوار میں سے اہم ذرائع پر خامہ فرسائی کی ہے اور اس دور کی تجارت میں خاص طور پر قبیلہ قریش کا مقام متعین کرنے کی کوشش کی ہے۔ قبیلہ قریش کی تجارت میں مکہ مکرمہ کے محل وقوع کو خاص اہمیت حاصل ہے۔

مکہ مکرمہ کا محل وقوع:

بحرِ احمر کے بالمقابل، یمن اور فلسطین کے مابین گزرنے والی تجارتی شاہراہ کے وسط میں ساحل سے اسّی کلومیٹر کے فاصلہ پر پہاڑوں سے گھرے ہوئے درّہ میں مکہ مکرمہ واقع ہے۔ تین طرف بحری سواحل واقع ہیں۔ مغرب میں بحرین اور عمان، خلیج فارس پر شمال میں حضرموت اور یمن، بحرِ عرب پر اور مشرق میں عرب کا جو حصّہ زرخیز ہے۔ مثلاً یمامہ، نجد اور

خیبر وغیرہ یہاں کاشتکاری ہوتی ہے۔ عرب کے یہ ساحلی صوبے دنیا کے بڑے بڑے ممالک کے آمنے سامنے واقع ہیں۔ عمان و بحرین، عراق اور ایران سے متعلق ہیں۔ یمن اور حضرموت کو افریقہ اور ہندوستان سے تعلق ہے۔ حجاز کے سامنے مصر ہے۔ اور شام کا ملک اس کے بازو پر ہے۔ اس جغرافیائی تحدید سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ طبعی سہولتوں کے لحاظ سے عرب کے کسی صوبہ کے دنیا کے کسی بھی زرخیز خطہ سے تجارتی تعلقات قائم ہو سکتے ہیں۔[1]

قبیلہ قریش:

قریش عرب کا مشہور ترین قبیلہ تھا۔ آں حضرتؐ کا تعلق اسی قبیلہ سے تھا۔ اس قبیلہ کی عظمت کا اندازہ آں حضرتؐ کے اس ارشادِ گرامی سے بخوبی ہو سکتا ہے کہ:

"اللہ تعالیٰ نے اولادِ اسماعیلؑ میں سے کنانہ کو اور کنانہ میں سے قریش کو اور قریش میں سے بنی ہاشم کا انتخاب کیا اور بنی ہاشم میں سے مجھے برگزیدہ فرمایا۔"[2]

آں حضرتؐ کا ایک ارشاد یوں ہے:

"أَنَا أَفْصَحُ الْعَرَبِ بَيْدَ أَنِّي مِنْ قُرَيْشٍ وَنَشَأْتُ فِي بَنِي سَعْدٍ"[3]

"میں عربوں میں سے سب سے فصیح ہوں کیونکہ میں قریش سے ہوں اور میں نے بنی سعد میں پرورش پائی ہے۔"

آپؐ کا ایک اور ارشاد ان الفاظ میں ہے:

"أَنَا أَعْرَبُكُمْ أَنَا مِنْ قُرَيْشٍ وَلِسَانِي لِسَانُ بَنِي سَعْدِ بْنِ بَكْرٍ"[4]

"میں آپ سب سے زیادہ فصیح ہوں، میں قریش میں سے ہوں اور میری زبان بنی سعد بن بکر کی زبان ہے۔"

قریش کی وجہ تسمیہ:

قریش کی وجہ تسمیہ کے متعلق مختلف اقوال ہیں:

۱۔ آں حضرتؐ کے آباؤ اجداد میں ایک شخص کا نام قریش تھا۔ اس کی اولاد کی سب شاخیں قریش کہلائیں۔[5]

۲۔ فراء نے کہا قریش، تقریش سے ماخوذ ہے جس کے معنی کمانے کے ہیں۔ یہ لقب ان کو ان کی تجارت کی وجہ سے دیا گیا۔[6]

۳۔ قریش کے معنی کمانے اور جمع کرنے کے ہیں۔ اس قبیلے کی اجتماعیت کے پیشِ نظر انہیں

یہ لقب دیا گیا۔[۸]

۴۔ قریش، قرش کی تصغیر ہے۔ یہ ایک دریائی درندہ ہے جو باقی تمام دریائی جانوروں کا سردار ہے۔ یہ ہر دبلی اور موٹی چیز کا شکار کرتا ہے۔ حضرت ابن عباسؓ نے اس تاویل کو پسند فرمایا کیونکہ قریش دیگر عربوں کے سردار تھے۔

۵۔ قریش کا مادہ قرش ہے، جس کے معنی کمانا کے علاوہ تفتیش کرنا اور جستجو کرنا بھی ہیں۔ فہر بن مالک نے اسے اپنے استیلاء اور غلبہ کے اظہار کے لیے اختیار کیا۔ وہ ضرورت مندوں کو تلاش کر کے ان کی حاجات پوری کرتا، غریبوں کو دولت دیتا اور خوف زدہ لوگوں کا خوف دور کرتا۔ اس کے عظیم اوصاف کی وجہ سے اس کے قبیلے کا نام اس کے نام پر پڑ گیا۔[۹]

قبیلہ قریش چھوٹے چھوٹے دس خاندانوں میں منقسم تھا۔

بنی ہاشم، بنی امیہ، بنی نوفل، بنی عبدالدار، بنی اسد، بنی تیم، بنی مخزوم، بنی عدی، بنی جمح، بنی سہم۔[۱۰]

عربوں کے مختلف قوموں اور ملکوں سے تجارتی تعلقات:

عربوں کے تجارتی تعلقات بہت سے ممالک کے ساتھ تھے۔ ہندوستان، چین، وسط افریقہ اور یورپ کے غیر مشہور ممالک مثلاً سویڈن اور ڈنمارک کے ساتھ ان کی تجارت ہوتی تھی ان کے علاوہ حبش، ایران، عراق (بابل) شام، مصر اور یونان کے ساتھ بھی ان کے تجارتی تعلقات تھے۔ یہ تمام ممالک عرب کے چاروں طرف اس طرح واقع ہیں کہ عرب اس دائرہ کا نقطہ بن گیا ہے۔ اسی وجہ سے مکہ مکرمہ کو "ام القریٰ" کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

"لِتُنْذِرَ أُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا"[۱۱]

"تاکہ آپ بستیوں کے مرکز (مکہ مکرمہ) اور اس کے اطراف میں رہنے والوں کو متنبہ کریں۔"

تجارتی راستے

قدیم تجارتی راستوں کا تاریخ میں ذکر ملتا ہے۔ سکندر اعظم کو ۳۲۵ ق م میں خلیج فارس اور سواحلِ عرب کا علم ہوا۔ اسکندریہ اور خلیج فارس میں اس کو اکثر عرب تاجروں سے واقفیت کا موقع ملا۔ قلعہ ناعط، جو سلاطین نے یمن کے پہاڑ کی چوٹی پر تعمیر کیا تھا۔ اسلام سے پندرہ سو برس قبل کی تعمیر ہے۔ وہب بن منبہ (جنھوں نے صحابہؓ کا زمانہ پایا) نے اس کا ایک کتبہ پڑھا وہ یہ ہے:

"یہ ایوان اس وقت تعمیر کیا گیا جبکہ ہمارے لیے مصر سے غلہ آتا تھا۔" وہب کا بیان ہے "میں نے جب حساب کیا تو معلوم ہوا کہ اس کو سولہ سو برس سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے۔"[۱۳]
مکہ کے متعلق مولانا ندوی نے قدیم مورخین سے نقل کیا ہے: "حضرت مسیح سے ڈھائی ہزار برس قبل یہ کاروانِ تجارت کی ایک منزل گاہ تھا۔"[۱۴] عہدِ قدیم میں مغربی ممالک کے دیگر ممالک سے تجارت کے لیے تین راستے تھے۔ ان میں سے دو عرب میں سے گزرتے تھے۔ پہلا راستہ دریائے سندھ سے دریائے فرات تک جاتا تھا۔ اس مقام پر جہاں انطاکیہ اور مشرقی بحرِ روم کی بندرگاہوں کو جانے والی سڑکیں الگ ہوتی تھیں۔ یہ راستہ بہت اہم تھا مگر سلطنتِ بابل کے زوال کے ساتھ اس کو ترک کر دیا گیا۔ دوسرا راستہ ہند کے ساحل سے لے کر حضرموت اور پھر وہاں سے بحرِ احمر کے ساتھ ساتھ شام تک آتا تھا۔[۱۵] سبا کے تجارتی قافلے جس راستے سے گزرتے تھے اس کے رہنے والے لوگ بہت خوشحال تھے۔ قرآنِ مجید میں ہے:

"وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْقُرَى الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا قُرًى ظَاهِرَةً وَقَدَّرْنَا فِيهَا السَّيْرَ سِيرُوا فِيهَا لَيَالِيَ وَأَيَّامًا آمِنِينَ"[۱۶]

"ہم نے ان کے ملک اور بابرکت آبادیوں (شام) کے درمیان کھلی آبادیاں قائم کر دی تھیں۔ ان میں دن رات بے خوف و خطر چلو۔"

یہ جو شاہراہ حجاز ہو کر یمن سے شام جاتی تھی، اصحاب الایکہ اور حضرت لوطؑ کا قصبہ بحرِ میت کے قریب دونوں اسی راستے پر آباد تھے، قرآن مجید میں ہے: وَإِنَّهُمَا لَبِإِمَامٍ مُّبِينٍ[۱۷] "دونوں بستیاں شاہراہ پر واقع ہیں۔"
حضرت یوسف علیہ السلام کے قصہ میں ایک قافلہ کا ذکر ہے۔ "وَجَاءَتْ سَيَّارَةٌ"[۱۸] "ایک قافلہ آیا۔" وہ اسی راستہ پر گزرا تھا۔ تورات کے الفاظ یہ ہیں:

"ناگاہ یوسف کے بھائیوں نے دیکھا کہ اسماعیلیوں کا قافلہ جلعاد کی طرف سے آرہا تھا اور مصر جا رہا تھا۔"[۱۹]

"تمدنِ عرب" میں ہے "عربوں کے یورپ کے ساتھ تجارتی تعلقات کے کئی راستے تھے۔ ایک راستہ پر پیز پر سے تھا۔ دوسرا بحرِ متوسط سے، تیسرا راستہ وہ ہے جو روس سے ہو کر دریائے والگا پر سے شمالی یورپ کو جاتا تھا۔"[۲۰] چین سے عرب کو بری اور بحری دونوں راستے جاتے تھے۔

انسائیکلو پیڈیا آف اسلام میں ہے : یہ بات یقینی ہے کہ عرب بہت قدیم زمانہ سے سری لنکا سے واقف تھے اور ظہورِ اسلام سے قبل ہی انہوں نے یہاں اپنے تجارتی مرکز قائم کر لیے تھے[۲۱] سندھ پر محمد بن قاسم کے حملہ کی وجہ یہ تھی کہ سیلون کے حکمران نے مسلمان تاجروں کے یتیم بچوں کو بھیجا تھا جنھیں دیبل کے بحری قزاقوں نے لوٹ لیا تھا۔ گویا اس جزیرہ (سری لنکا) میں مسلمان تاجر پہلے سے موجود تھے[۲۲] قدیم کتبِ تاریخ کا جائزہ لینے سے اس حقیقت میں ذرہ برابر شبہ نہیں رہتا کہ عربوں کے اس دور کی متمدن اقوام اور ممالک کے ساتھ تجارتی تعلقات تھے۔ مشرق و مغرب کے درمیان تجارتی تعلقات کی تو یہ لوگ ایک سیڑھی تھے۔ بری اور بحری دونوں راستوں سے تجارت کرتے تھے۔

سامانِ تجارت :

عام طور پر تجارتی چیزوں کا سرمایہ تین چیزوں پر مشتمل تھا۔

۱۔ کھانے کا مصالحہ اور خوشبودار چیزیں۔

۲۔ سونا، جواہرات اور لوہا۔

۳۔ چمڑا، کھال، زین پوش، بھیڑ اور بکریاں۔

مختلف ممالک کی چیزیں لا کر ان کو دیگر ممالک کے ساتھ بدل لیتے تھے۔ مثلاً عدن میں چین اور ہندوستان کی پیداوار، مصر اور حبش کی پیداوار سے بدل جاتی تھی۔ یعنی نوبہ کے غلام، ہاتھی دانت، سونے کے برادے، چین کے حریر، چینی کے برتن، کشمیر کی شال، مصالحہ، عطریات اور بیش بہا لکڑیوں کا باہم بدل ہوتا تھا[۲۳]

عرب تاجر ہندوستان سے جو اشیاء لے جاتے ان میں سے عطر، گرم مصالحے اور گرم کپڑے شامل ہیں۔ یہاں سے لی جانے والی چیزوں کے نام قدرتی طور پر ہندوستان کی زبان سے ہی انہوں نے لے لیے تھے۔ چنانچہ فل فل، ہیل، زنجبیل، جائفل، ناریل، لیموں اور تنبول وغیرہ، ہندی زبان کے معرب الفاظ ہیں۔ بعض چیزیں، جن کے نام عربی میں موجود تھے، ان کے ساتھ لفظ ہندی کا اضافہ کر کے نئے نام بنا لیے گئے۔ مثلاً عود ہندی، قسط ہندی، تمر ہندی۔ تمر ہندی انگریزی میں تمر نڈ بن گیا۔ ہند کے بنے ہوئے کپڑے یمن اور وہاں سے حجاز جاتے تھے[۲۴] اسی طرح سے عربی کے الفاظ شاش (ململ) پشت (چھینٹ) فوطہ (چارخانہ تہمند) اس زبان میں داخل ہو گئے[۲۵] لونگ، الائچی، سیاہ مرچ، دارچینی اور ہلدی سبھی جنوبی ہند

کی پیداوار تھیں جو عرب میں پہنچتی تھیں۔ چین میں عرب لوگ جواہرات، گھوڑے اور سوتی کپڑے اور اس کے بدلے میں اطلس کمخواب، چینی کے برتن اور کئی قسم کی ادویات لاتے تھے۔[۲۶]

دو ہزار قبل مسیح میں جو عرب تاجر بار بار مصر جاتے ان کا سامانِ تجارت یہ تھا۔ بلسان صنوبر، لوبان اور دیگر خوشبودار چیزیں۔[۲۷] ایک ہزار قبل مسیح میں حضرت داؤدؑ سبا کا سونا مانگتے تھے۔[۲۸] ۹۵۰ ق م میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے دربار میں ملکہ سبا، بلقیس کا تحفہ خوشبودار چیزیں سونا اور بیش قیمتی جواہرات تھے۔[۲۹]

"کتابِ مقدس میں حزقی ایل کے ستائیسویں باب میں عرب کی تجارت کے متعلق بہت سی مفید باتیں ہیں۔ یروشلم کو خطاب کرتے ہوئے کہتے ہیں:

" ودان اور بادان، ازدال سے تیرے بازار میں آتے تھے۔ آبدار، فولاد، تیزپات اور مصالحہ وغیرہ وُہ تیرے بازار میں بیچتے، ودان تیرا سوداگر تھا، وُہ بکری اور مینڈھے لے کر تیرے ساتھ تجارت کرتے تھے۔ سبا اور دعماۃ کے سوداگر تیرے ساتھ سوداگری کرتے تھے۔ وہ ہر قسم کے نفیس اور خوشبودار مصالحے اور ہر طرح کے قیمتی

کھال کی تجارت بہت زیادہ تھی۔ طائف میں دباغت بہت عمدہ ہوتی تھی، اسی وجہ سے اسے "بلد الدباغ" کہا جانے لگا۔[۳۱] ہجرتِ حبشہ کے بعد مسلمانوں کے تعاقب میں قریش کا جو وفد نجاشی شاہِ حبشہ کے پاس نذر کے طور پر تحائف لے کر گیا ان میں کھال بھی تھی۔[۳۲] شراب، غلہ، ہتھیار اور دیگر سامانِ آرائش مثلاً آئینہ بھی عرب درآمد کرتے تھے۔ غلہ اور شراب شام سے آتے تھے۔[۳۳] جمعہ کے خطبہ میں جس تجارتی قافلہ کی طرف لوگ دوڑے تھے وُہ شامی قافلہ تھا۔ اس کا ذکر قرآن میں موجود ہے۔[۳۴] غرض جو چیز عرب میں ہوتی اُس کو وُہ باہر لے جاتے اور جس کی انہیں ضرورت ہوتی اسے وُہ وہاں سے ملک میں لے آتے۔

قریش کا زمانہ:

قریش منصۂ شہود پر کب نمایاں ہوئے؟ اور اس خاندان کی بنیاد کب پڑی؟ مؤرخین اس کا ذکر نہیں کرتے البتہ عبد المطلب کا چھٹی صدی عیسوی میں موجود ہونا ایک مسلمہ حقیقت ہے، سید سلیمان ندوی نے "تاریخ ارض القرآن" میں عبد المطلب سے فہر یا قریش تک دس پشتوں کے زمانوں کے سنین کا تعین پچیس برس فی پشت کیا ہے۔ جو اگرچہ تاریخ نویسی کے معیار پر پورا نہیں اترتا۔ تاہم اندازہ کرنے کے لیے اچھی کوشش ہے، ندوی صاحب کا تعین اس انداز سے ہے۔

	نام	سن وجود تقریباً		نام	سن وجود تقریباً
۱	فہر یا قریش	۳۲۵ ء	۶	کلاب	۴۵۰ ء
۲	غالب	۳۵۰ "	۷	قصیّ	۴۷۵ "
۳	لوی	۳۷۵ "	۸	عبد مناف	۵۰۰ "
۴	کعب	۴۰۰ "	۹	ہاشم	۵۲۵ "
۵	مرّہ	۴۲۵ "	۱۰	عبد المطلب	۵۵۰ ء ۳۵

ارباب تاریخ کے اس بیان سے ندوی صاحب کی تحقیق کی تائید ہوتی ہے "قصیّ منذر بن نعمان شاہ حیرہ (۴۳۱ء تا ۴۷۳ء) کا معاصر تھا ۳۶ قصیّ بن کلاب نہ صرف تاریخ قریش بلکہ تاریخ عرب میں بھی بہت اہم شخصیت ہے۔ اس نے قریش کی منتشر قوت کو اکٹھا کیا اور چند لڑائیوں کے بعد مکہ میں قریش کی ایک حکومت قائم کردی جو تاریخ میں "شہری مملکت مکہ" کے نام سے مشہور ہے ۳۷

قریش کی تجارت:

قبیلہ قریش کے آدمی تجارت کو باعث فخر سمجھتے تھے بلکہ زراعت جیسے معزز پیشہ کو بہتر نہ سمجھتے ہوئے اہل مدینہ کو حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ کیونکہ وہ کاشتکار تھے یہانتک کہ جنگوں میں ان سے لڑنا بھی اپنی توہین سمجھتے تھے ۳۸ ظہور اسلام سے سو برس قبل یمن اور شام کے ممالک میں سیاسی انقلابات پے در پے آتے رہے تھے، ان حالات کو دیکھ کر قصیّ اور ہاشم نے کاروان تجارت کو منظم کیا۔ کلبی کے مطابق ہاشم بن عبد مناف پہلا شخص ہے، جو گندم اور اونٹ لے کر شام گیا ۳۹

ہاشم نے اپنے اثر و رسوخ کی بناء پر قیصر اور نجاشی سے قریش کے تجارتی کاروان کے بے روک ٹوک آنے جانے کی اجازت حاصل کرلی۔ ملک عرب میں عام بدامنی تھی، قافلے لوٹ لیے جاتے، لیکن قریش کو خانہ کعبہ کا محافظ ہونے کی وجہ سے معزز سمجھا جاتا تھا۔ اس وجہ سے ان کے قافلے بے خوف و خطر سفر کرتے، قرآن مجید میں ان کے تجارتی سفروں کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:۔

"لِاِيْلٰفِ قُرَيْشٍ اِلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّيْفِ ۔ فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ ۔ الَّذِیْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ" ۴۰

"قریش کو خوگر ہونے کی بنا پر، اپنے جاڑے اور گرمی کے سفر کے خوگر ہونے کی بنا پر چاہیے تھا کہ اس خانہ کعبہ کے مالک کی عبادت کریں جس نے انہیں بھوک میں کھانے کو دیا اور خوف سے امن دیا۔"

ایک تو تجارتی قافلے پُر امن سفر کرتے اور پھر گھر بیٹھے بھی ان کو تجارتی نفع حاصل ہوتا۔ ان کے تجارتی قافلے ذیقعدہ میں لوٹ آتے تھے [۴۱] اور قیام کرتے۔ ذیقعدہ کے معنی "بیٹھنا" کے ہیں۔ شائد اسی وجہ سے اس مہینہ کو ذی قعدہ یعنی بیٹھنے کا مہینہ کہا جانے لگا اور پھر یہی نام پڑ گیا۔ اس کے بعد ذوالحجہ آتا جس میں ان کا موجود ہونا ضروری تھا۔ قریش امن و اطمینان کے معاوضہ میں دیگر قبائل سے یہ سلوک کرتے کہ ان کی ضرورت کی چیزیں ان کے پاس لے جاتے تھے۔ اور مختلف موسموں میں مختلف علاقوں کا سفر اختیار کرتے۔ "تفسیر کشاف" میں ہے، كَانَتْ لِقُرَيْشٍ رِحْلَتَانِ يَرْحَلُوْنَ فِي الشِّتَاءِ إِلَى الْيَمَنِ وَفِي الصَّيْفِ إِلَى الشَّامِ وَيَتَّجِرُوْنَ وَكَانُوْا فِي رِحْلَتَيْهِمْ اٰمِنِيْنَ" [۴۲]

"قریش دو سفر کرتے تھے۔ سردی میں یمن جاتے تھے اور گرمی میں شام جاتے اور وہ تجارت کرتے، اپنے دونوں سفروں میں بے خوف تھے۔"

"تفسیر قاسمی" میں ہے، "وہ تجارت کے لیے گرمی میں شام اور سردی میں یمن کا سفر کرتے تھے" [۴۳]

تفسیر "روح المعانی" میں "الإيلف" سے مراد "عهود بينهم" [۴۴] "ان کے درمیان معاہدے" ہیں۔ اصحاب الایلف بنی عبد مناف چار بھائی تھے۔ ہاشم شام کو پسند کرتا تھا۔ مطلب کسریٰ کو، عبد الشمس اور نوفل مصر اور حبشہ کی طرف رجحان رکھتے تھے [۴۵] تمام بادشاہ اُن کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے۔ عرب اپنا سامانِ تجارت لے کر وہاں جاتے، ان کے سفروں کی بے خوفی کے متعلق اللہ تعالیٰ نے آں حضرت ﷺ سے خطاب فرمایا:

"لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِي الْبِلَادِ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ثُمَّ مَأْوٰهُمْ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمِهَادُ" [۴۶]

"کافروں کا شہروں میں چلنا، پھرنا تمہیں آپ کو دھوکے میں نہ ڈال دے یہ چند روزہ بہار ہے، پھر تو ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ کیسی بُری آرام گاہ ہے۔"

ان کی تجارت کی شہرت ملک ملک میں پھیل گئی۔ تاجرانہ ترقی کی انتہا یہ تھی کہ بیوہ عورتیں

تک اپنا سرمایہ تجارت میں لگائیں۔ حضرت خدیجہؓ قبیلۂ قریش کی ایک بیوہ خاتون تھیں جن کا تجارتی سامان مختلف لوگ شام لے جاتے تھے ۴۷؎ آں حضرتؐ کے آباؤ اجداد بھی تاجر تھے۔ آپؐ کے والد، چچا، دادا اور پردادا تاجر ہی تھے۔ بچپن میں آں حضرتؐ اپنے چچا ابوطالب کے ساتھ شام کے تجارتی سفر پر گئے تھے ۴۸؎ جوان ہو کر آں حضرتؐ نے اس باعزت پیشہ کو اپنایا۔ حضرت خدیجہؓ کا مال لیکر آں حضرتؐ شام گئے۔

آں حضرتؐ کے علاوہ قریش کے دیگر معروف آدمی بھی تاجر تھے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ تاجر تھے۔ خود بصریٰ تک تجارتی سامان لے کر جاتے تھے۔ مقام سنح پر ان کا کارخانہ تھا ۴۹؎ خلیفہ بننے کے بعد شغل تجارت کو جاری رکھا۔ صحابہ کرامؓ نے مملکت کی دیگر ذمہ داریوں کی بنا پر اس کو چھوڑنے پر مجبور کیا اور بیت المال سے بقدرِ کفایت وظیفہ مقرر کر دیا۔ حضرت عمر فاروقؓ نے خود اسی باعزت پیشہ کو اپنائے رکھا ۵۰؎

حضرت عثمانؓ بہت بڑے تاجر تھے۔ ان کی تجارت اور سخاوت کے واقعات بہت مشہور ہیں۔ جیش العسرت یعنی جنگِ تبوک میں انہوں نے تین سو اونٹ بمع ساز و سامان خدمتِ نبویؐ میں پیش کیے تو آں حضرتؐ نے فرمایا:

"مَا ضَرَّ عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ الْيَوْمِ" (مَرَّتَيْنِ) ۵۱؎

"آج کے بعد عثمانؓ کوئی عمل نہ بھی کرے تو کوئی حرج نہیں۔" (یہ دو دفعہ ارشاد فرمایا)

صحابہؓ میں قریش اکثر تجارت کرتے تھے۔ حضرت عمر فاروقؓ کے زریں دور میں جب ایران و شام اور مصر کے علاقے فتح ہو گئے اور بیت المال میں کافی دولت جمع ہو گئی، تو حضرت عمرؓ نے تمام مسلمانوں کا وظیفہ مقرر کرنا چاہا اس پر حضرت ابوسفیانؓ کے الفاظ قابلِ غور ہیں:

"أَدِيوَانٌ مِثْلُ دِيوَانِ بَنِي الْأَصْفَرِ فَأَكَلُوا عَلَى الدِّيوَانِ وَتَرَكُوا التِّجَارَةَ"

"رومیوں کی طرح رجسٹروں میں نام درج کرنا چاہتے ہو، انہوں نے وظیفہ لے کر تجارت کو چھوڑ دیا تھا۔"

گویا تجارت کا پیشہ انہیں اتنا پسند تھا کہ گھر بیٹھے تنخواہ لینا بھی مناسب نہ سمجھتے تھے۔ آں حضرتؐ نے دیانت دار تاجر کو دنیا کے ساتھ آخرت کی کامیابی کی بھی بشارت دی ہے:

"اَلتَّاجِرُ الصَّدُوقُ الْأَمِينُ مَعَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ" ۵۳؎

"راست باز اور دیانت دار تاجر (قیامت کے دن) نبیوں، صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا۔"

حوالہ جات

۱۔ ہیکل، محمد حسین، سیرت الرسول، ترجمہ مولانا محمد وارث کامل، مکتبہ کارواں، کچہری روڈ لاہور ۱۹۷۵ء

۲۔ مسلم، مسلم بن حجاج قشیری، الجامع الصحیح المسلم جلد ثانی ص ۲۵۳، کتاب الفضائل باب فضل نسب النبی ﷺ۔

۳۔ عیاض، ابو الفضل عیاض بن موسیٰ الیحصبی الاندلسی۔ الشفاء جلد اول ص ۴۷۔ مصر ۱۹۵۰ء۔

۴۔ ابن سعد۔ الطبقات الکبرٰی جلد اول ص ۱۱۳ مطبوعہ بیروت ۱۹۶۰

۵۔ ابن حزم، ابو محمد علی بن احمد بن سعید بن حزم، جمہرۃ انساب العرب ص ۱۱ مصر ۱۹۶۲ء۔

۶۔ آلوسی، ابو الفضل شہاب الدین محمود آلوسی، تفسیر روح المعانی جلد ۳ ص ۲۳۹ سورۃ القریش

۷۔ جوہری، اسماعیل بن حماد جوہری، الصحاح تاج اللغۃ وصحاح العربیۃ جزء ثالث ص ۱۰۴۸

۸۔ ابو حیان، اثیر الدین ابو عبداللہ محمد بن یوسف بن علی، تفسیر بحر المحیط جلد ۸ ص ۵۱۲ قاہرہ۔

۹۔ آلوسی، مذکور تفسیر روح المعانی جلد ۳۰ ص ۲۳۹۔

۱۰۔ تاریخ اسلام جلد اول ص ۶۶، معین الدین ندوی۔ محمد سعید اینڈ سنز کراچی طبع ۴ ۱۹۷۴ء

۱۱۔ بلگرامی، سید علی بلگرامی، تمدن عرب ص ۵۸۹۔ مقبول اکیڈمی لاہور ۱۹۶۰ء

۱۲۔ قرآن مجید: الانعام آیت ۹۲

۱۳۔ یاقوت حموی۔ شہاب الدین ابو عبداللہ، معجم البلدان جلد ۵ ص ۲۵۳ ذکر ناعط۔ بیروت

۱۴۔ ندوی، سید سلیمان ندوی، تاریخ ارض القرآن جلد اول ص ۹۸۔

۱۵۔ انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا جلد ۲ ص ۲۶ گیارھواں ایڈیشن۔

۱۶۔ قرآن مجید، السبا۔ آیت ۱۸

۱۷۔ قرآن مجید، الحجر آیت ۹۷

۱۸۔ ؍؍ ؍؍ یوسف، آیت ۱۹

۱۹۔ کتاب مقدس۔ العہد العتیق۔ سفر تکوین ص ۶۴ (عربی) بیروت ۱۹۳۷ء۔

۲۰۔ بلگرامی۔ علی بلگرامی تمدن عرب ص ۵۹۰۔
۲۱۔ انسائیکلوپیڈیا آف اسلام صـ ۵۳۸۔
۲۲۔ بلاذری۔ احمد بن یحییٰ بن جابر بلاذری، فتوح البلدان جلد ۲ ص ۶۱۸۔
۲۳۔ تمدن عرب ۵۹۰۔
۲۴۔ ادبیات پاک و ہند کا حصہ ص ۱۳ تا ۳۵۔ ڈاکٹر زبید احمد ترجمہ شاہد حسین رزاقی
۲۵۔ زبیدی، تاج العروس من جواہر القاموس جلد ۵ ص ۲۰۰۔ محمد مرتضیٰ زبیدی۔
۲۶۔ تمدنِ عرب ص ۵۹۱۔
۲۷۔ کتاب مقدس العہد العتیق جلد اول ص ۴۶ تکوین فصل ۳۷، آیت ۲۶ بیروت عربی
۲۸۔ کتاب مقدس، زبور ۷۲، صـ ۵۹۸۔ پاکستان بائیبل سوسائٹی لاہور۔
۲۹۔ کتاب مقدس العہد العتیق۔
۳۰۔ کتاب مقدس یعنی پرانا اور نیا عہد نامہ۔ حزقی ایل باب ۲۷، آیت ۱۹ تا ۲۴
۳۱۔ ہمدانی صفۃ جزیرۃ العرب بحوالہ تاریخ ارض القرآن صـ ۲۳۸ اول ۱۹۷۵ء ندوی۔
۳۲۔ ابن ہشام۔ ابومحمد عبدالملک بن ہشام، السیرۃ النبویۃ جلد اول ص ۲۰۴ ملتان ۱۹۷۷ء۔
۳۳۔ ابن حجر، حافظ احمد بن حجر عسقلانی۔ فتح الباری جلد ۸ ص ۲۰۹۔
۳۴۔ قرآن مجید سورۃ الجمعہ آیت ۱۱۔
۳۵۔ ندوی، سید سلیمان ندوی، تاریخ ارض القرآن جلد دوم ص ۲۲۵ کراچی ۱۹۷۵ء۔
۳۶۔ یاقوت حموی، شہاب الدین ابوعبداللہ۔ معجم البلدان جلد ۵ صـ ۱۸۶ لفظ مکہ
۳۷۔ ابوحیان اثیر الدین ابوعبداللہ محمد بن یوسف، تفسیر بحر المحیط جلد ۸ صـ ۵۱۳
۳۸۔ البخاری، الجامع الصحیح جلد ۲ ص ۵۶۳ کتاب المغازی، ذکر قتل ابی جہل؛ ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری۔
۳۹۔ علاء الدین علی بن محمد بن ابراہیم بغدادی، تفسیر خازن، المسمیٰ لباب التاویل فی معانی التنزیل جلد ۴ صـ ۲۹۸ طبع مصر ۷۵۔
۴۰۔ قرآن مجید۔ سورۃ القریش۔
۴۱۔ اسباب النزول صـ ۲۴۴ جلال الدین سیوطی۔ مصر
۴۲۔ زمخشری، ابوالقاسم محمود جاراللہ بن عمرو زمخشری خوارزمی، تفسیر الکشاف عن حقائق التنزیل

وعیون الاقاویل فی وجوہ التاویل جلد ۳ ص ۶۰

۴۳۔ قاسمی، محمد جمال الدین، تفسیر قاسمی، المسمیٰ، محاسن التاویل جلد ۱، ص ۶۲۷۰۔

۴۴۔ آلوسی۔ روح المعانی جلد ۳ ص ۲۳۸۔

۴۵۔ ابن حبیب۔ کتاب المجر ص ۱۴۲ محمد بن حبیب

۴۶۔ قرآن مجید۔ آل عمران آیت ۱۹۶، ۱۹۷۔

۴۷۔ ابن ہشام ابو محمد عبدالملک بن ہشام۔ السیرۃ النبویۃ جلد اول ص ۱۲۲ مع روض الانف السہیلی۔

۴۸۔ 〃 〃 〃 〃 〃 〃 ص ۱۲۷ 〃 〃 〃 〃

۴۹۔ 〃 〃 〃 〃 〃 〃 ص ۱۲۲ 〃 〃 〃 〃

۵۰۔ ابن سعد۔ طبقات جلد ۳ صفحہ ۱۷۸ بیروت

۵۱۔ البخاری۔ جامع الصحیح جلد اول ص ۲۷۷ کتاب البیوع، الخروج الی التجارۃ

۵۲۔ مسند احمد بحوالہ مشکوٰۃ المصابیح ص ۵۶۰ باب مناقب عثمان۔

۵۳۔ ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، جامع الترمذی جلد اول ص ۱۷۹۔ ابواب البیوع۔ باب ما جاء فی التجار۔

محدث عنقریب

اجتہاد نمبر شائع کر رہا ہے

اِنْ شَاءَ اللہ!

• قارئین کرام اور ایجنسی ہولڈر نوٹ فرمالیں!

• تاجر حضرات اپنے اشتہارات فوراً روانہ فرمائیں۔ شکریہ! (ادارہ)